گرا کر مسجد میں توسیع بھی کی جاسکتی ہے۔

جواب: صورتِ سوال سے ظاہر ہے کہ مسجد میں توسیع کی گنجائش موجود ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ توسیع کرلی جائے، البتہ کسی معقول عارضہ کی بنا پر اس کو تبدیل کرنا بھی جائز ہے۔ چنانچہ **کشف القناع عن متن الاقناع** میں ہے کہ امام احمدؒ نے تبدیلی وقف پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کوفہ میں جامع مسجد کا کھجور کے تاجروں سے (کسی دوسری جگہ کے عوض) تبادلہ کرلیا یعنی وہ اسے بدل کر کوفہ میں دوسری جگہ لے گئے۔ اسی طرح فتاویٰ ابن تیمیہؒ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے شارعِ عام تنگ ہونے کی وجہ سے مسجد کا کچھ حصہ اس میں ملا دیا تھا۔ (۲۸۸/۳) حضرات صحابہ کرامؓ کے یہ تصرفات اس بات کی دلیل ہیں کہ مسجد کو کسی مجبوری کی بنا پر بدلنا جائز ہے۔

❁ **سوال:** کیا غصب شدہ زمین پر نماز جائز ہے؟ (ابوحذیفہ، چونیاں)

جواب: اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ حنابلہ کی اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں، ایک جواز کی اور دوسری عدمِ جواز کی۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ بھی ایک قول کے مطابق جواز کے قائل ہیں۔ صاحبِ **المھذب** فرماتے ہیں:

> ''غصب شدہ زمین میں نماز ناجائز ہے، کیونکہ یہاں اگر سکونت حرام ہے تو اس مقام پر نماز پڑھنا بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔ اگر کوئی یہاں نماز پڑھ لے تو نماز درست ہوگی، کیونکہ منع کا تعلق نماز سے مخصوص نہیں جو اس کی صحت سے مانع ہو۔''

امام نوویؒ رقم طراز ہیں:

> ''غصب شدہ زمین میں نماز بالاجماع حرام ہے اور ہمارے نزدیک اور جمہور فقہا اور اصحابِ اُصول کے ہاں نماز پڑھ لی جائے تو درست ہوجائے گی۔''

میرا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے کیونکہ نہی کا تعلق نفس نماز سے نہیں جو صحتِ نماز سے مانع ہو۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: **المجموع شرح المھذب** ۱۶۵/۳ اور **المغنی** ۴۷۶/۲، ۴۷۷

❁ **سوال:** حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ نے لکھا ہے کہ ''امام نے بے وضو نماز پڑھائی تو مقتدی کو بھی امام کی طرح نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔'' (فتاویٰ اہلحدیث)

ابن بازؒ وغیرہ ایسے موقعے پر مقتدی کی نماز کو صحیح کہتے ہیں۔ درست مسئلہ کیا ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں شیخ ابن بازؒ کا موقف راجح ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حدیث ہے: